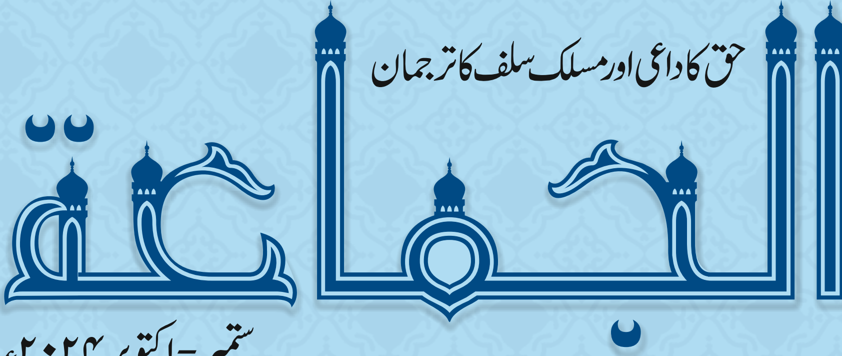


ستمبر - اکتوبر ۲۰۲۴ء

انکارِ سنّت کی نئی شکلیں

● ڈاکٹر فاروق عبداللہ نرائن پوری (استاد جامعہ اسلامیہ نور باغ، کوسہ، ممبرا)

مجلسیں روشن اور دل تاریک

تم اپنے گھروں کو مجلسوں سے آباد کرتے ہو مگر تمہیں اپنے دل کی اجڑی ہوئی بستی کی بھی کچھ خبر ہے؟ تم کافوری شمعوں کی قندیلیں روشن کرتے ہو مگر اپنے دل کی اندھیاری کو دور کرنے کے لیے کوئی چراغ نہیں ڈھونڈتے۔ تم پھولوں کے گلدستے سجاتے ہو مگر آہ! تمہارے اعمال حسنہ کا پھول مرجھا گیا. تم گلاب کے چھینٹوں سے اپنے رومال و آستین کو معطر کرنا چاہتے ہو مگر آہ! تمہاری غفلت کہ تمہاری عظمت اسلامی کی عطر بیزی سے دنیا کے مشام روح یکسر محروم ہیں!

امام الھند مولانا ابوالکلام آزاد رحمہ اللہ
(رسول رحمت: ۵۸)

صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی

دفاعِ سنت

انکارِ سنّت کی نئی شکلیں

● ڈاکٹر فاروق عبداللہ نرائن پوری (استاد جامعہ اسلامیہ نور باغ، کوسہ، ممبرا)

سنت سے انحراف کی تاریخ بڑی قدیم ہے۔ جتنے بھی گمراہ فرقے پیدا ہوئے ان میں ایک مشترک چیز یہ پائی جاتی ہے کہ وہ سنت سے دور ہیں۔ عقلی قیاس آرائیاں، منطق وفلسفہ، اور جدت پسندی کے چکر میں سنت کا کلی یا جزوی انکار ان کی علامت بن گئی ہے۔ بعض نے جہاں کلی طور پر سنت کا انکار کیا، وہیں بعض نے صرف ان احادیث کو ٹارگٹ کیا جو ان کی عقلی اڑان یا تکمیلِ خواہشات کی راہ میں روڑے بن رہی تھیں چاہے وہ صحیحین میں ہی کیوں نہ موجود ہوں۔ اس کے بالمقابل بعض نے دخل اندازی کی راہ اپنائی اور ضعیف وموضوع روایات کو سنت کا درجہ دینا شروع کیا، اور شریعت کے نام پر ایک نئی دکان سجا لی۔ دونوں فریق اس باب میں افراط وتفریط کے شکار ہیں۔

اہل سنت والجماعت تمام ابواب کی طرح اس باب میں بھی وسطیت واعتدال پر قائم ہیں، چنانچہ انھوں نے احادیث کی تحقیق وتفتیش کے ایسے اصول وقواعد وضع کیے جن سے بہ آسانی مردود ومقبول کے اعتبار سے مروی احادیث کا درجہ متعین کیا جا سکے۔ اس کے لیے انہوں نے قرآن وحدیث کے استقرا سے شرعی اصولوں پر اپنے قواعد کی بنیاد ڈالی۔ چنانچہ ان اصولوں پر غور کرنے والا یہ پائے گا کہ اس کے ہر ہر قاعدہ پر قرآن یا حدیث کی کوئی نا کوئی دلیل ضرور موجود ہے۔ ظاہری بات ہے کہ جس علم کی تعمیر اتنی مضبوط بنیادوں پر کی گئی ہو اس سے جو نتیجہ برآمد ہوگا وہ اتنا ٹھوس، پر اعتماد، اور قابل یقین ہوگا جس کا مقابلہ دنیا کے کسی عقلی، مادی وعصری علم سے نہیں کیا جا سکتا۔

محدثین کرام نے دن ورات کی انتھک کوششوں سے ان تمام رُوات کی تفصیلی حالاتِ زندگی کو منظر عام پر لائے جن کا تعلق کسی نہ کسی طرح روایت حدیث سے تھا۔ اس کے تحت انھوں نے ہر راوی کے عقیدہ وعمل، علم حدیث کے ساتھ ان کے مشغلہ وتعلق، فہم وفراست اور ذہنی صلاحیت کو جانچا و پرکھا جو آج علم الرجال اور علم جرح وتعدیل کی شکل میں ہمارے سامنے محفوظ ومدون ہے۔ جس کی مدد سے محدثین کے مسلمہ اصولوں پر ایک ایک حرف حتی کہ زیر وزبر کے فرق تک کی جانچ وپڑتال کی جا سکتی ہے۔

محدثین کے یہاں احادیث کی رد وقبولیت کا یہی معتبر معیار ہے۔ نفسانی خواہشات کا اس میں ذرہ برابر عمل دخل نہیں ہوتا، کوئی محدث کسی حدیث کی تحقیق کے وقت یہ نہیں دیکھتا کہ اس سے ہمارے موقف کی تائید ہوتی ہے یا مخالفت، اس کی نظر فقط اس بات پر ہوتی ہے کہ محدثین کے منہج کے مطابق اللہ کے رسول کی طرف اس کی نسبت کی جا سکتی ہے یا نہیں۔ اگر نسبت ثابت ہوجائے تو بعد میں اس کا نمبر آتا ہے کہ اس کا صحیح معنی ومفہوم کیا ہے۔ اور اس کے لیے وہ سلف صالحین کی طرف رجوع کرتے ہیں کہ انھوں نے اس کا کیا معنی ومفہوم بیان کیا ہے۔

انکار حدیث دراصل انکار رسالت ہے، بلکہ دیکھا جائے تو

انکار شریعت ہی ہے، کیونکہ حدیث رسول کا مقام ومرتبہ شریعت سازی میں وہی ہے جو قرآن کریم کا ہے۔جس طرح قرآن کریم شریعت کا بنیادی مصدر ہے اسی طرح حدیث رسول بھی۔لہٰذا اگر کوئی حدیث رسول کا انکار کر رہا ہے تو درحقیقت وہ رسول اللہ ﷺ کی رسالت کا بھی انکار کر رہا ہے، قرآن کریم کا بھی انکار کر رہا ہے، اور نتیجتاً یہ شریعت کا ہی انکار ہے۔

نبی ﷺ نے جہاں اپنے بعد واقع ہونے والے تمام فتنوں سے امت کو آگاہ کیا وہیں اس فتنہ کا بھی خصوصی تذکرہ کیا کہ کچھ لوگ ایسے آئیں گے جو قرآن کی آڑ لے کر سنت رسول کا انکار کریں گے۔ دوسری پیشین گوئیوں کی طرح نبی ﷺ کی یہ پیشین گوئی بھی صد فیصد سچ ثابت ہوئی، اور اس امت میں ایک عظیم فتنہ یہ رونما ہوا کہ مختلف اشخاص اور جماعتوں نے سنت رسول کا یا تو کلی انکار کر دیا یا استخفاف اور تشکیک کی راہ اپنائی۔ ہر زمانے میں ایسے منحرفین اور فتنہ پرور موجود رہے جن کا مشغلہ سنت رسول کا استخفاف واستہزا تھا۔ جہاں تک عصر حاضر کی بات ہے تو آج بھی ہمیں انکار سنت کی مختلف شکلیں متحرک اور سرگرم نظر آتی ہیں۔ اس مختصر تحریر میں تمام شکلوں کا احاطہ ممکن تو نہیں البتہ اختصار کے ساتھ بعض جوانب قارئین کے سامنے لانے کی کوشش کی جارہی ہے۔

1۔ سنت رسول کو اصول شریعت میں قرآن کریم کے بعد ثانوی حیثیت عطا کرنا:

استخفافِ سنت کی جو مختلف شکلیں عصر حاضر میں رونما ہوئیں ان میں سے ایک شکل یہ تھی کہ بعض منحرفین نے اس بات کا خوب پرچار کیا کہ شریعت سازی میں حدیث رسول کا مقام ومرتبہ قرآن کریم کے بعد ہے۔قرآن کریم کے درجے میں نہیں۔ یہ درحقیقت سنت رسول کے استخفاف کی ایک شکل ہے۔

مشہور منحرف مفکر امین احسن اصلاحی، اور حمید الدین فراہی وغیرہ نے زور وشور کے ساتھ یہ فکر پیش کی ہے۔اس فکر کو اس قدر شہرت ملی کہ اچھے خاصے اہل حدیث حضرات بھی بسا اوقات یہی بات دہراتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ جب کہ سلف صالحین کا منہج یہ ہے کہ شریعت سازی میں قرآن وحدیث کا مرتبہ بالکل برابر ہے، حدیث کا مرتبہ قرآن سے ذرہ برابر کم نہیں۔ دونوں اللہ کی طرف سے وحی ہیں، اور بلا تقدیم وتاخیر اور بلا تفریق یکساں طور پر مصدر شریعت ہیں۔ خطیب بغدادی رحمہ اللہ نے الکفایہ (ص8) میں ایک باب قائم کیا ہے جس کا عنوان ہے:"**بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّسْوِيَةِ بَيْنَ حُكْمِ كِتَابِ اللَّهِ تَعَالَى وَحُكْمِ سَنَةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي وُجُوبِ الْعَمَلِ وَلُزُومِ التَّكْلِيفِ**". اور اس میں سلف صالحین کا منہج بیان کیا ہے کہ دونوں بلا تفریق مدارج یکساں طور پر مصدر شریعت ہیں۔البتہ شرف اور نسبت کے اعتبار سے قرآن کا مقام سنت سے اوپر ہے، کیونکہ قرآن اللہ کا کلام ہے، اور حدیث گرچہ وحی ہے لیکن کلامِ الٰہی نہیں۔قرآن کی نسبت اللہ کی طرف ہے، اور حدیث کی نسبت رسول اللہ ﷺ کی طرف۔

2۔ سنت اور حدیث میں تفریق کرنا اور صرف سنت کو حجت قرار دینا، حدیث کو نہیں:

بعض مزعوم مفکرین کے یہاں انکار سنت کی ایک شکل یہ پائی جاتی ہے کہ وہ حدیث وسنت کے درمیان تفریق کرتے ہیں، اور صرف سنت رسول کو حجت مانتے ہیں، حدیث رسول کو نہیں۔

چنانچہ کہتے ہیں کہ سنت وہ ہے جس پر نبی ﷺ نے بار بار عمل کیا ہو، جس پر محافظت برتی ہو۔لہٰذا سنت کی بنیاد احادیث

پر نہیں، امت کے عملی تواتر پر ہے۔جس طرح قرآن تواتر سے ثابت ہے اسی طرح سنت بھی تواتر سے ثابت ہے۔اس لیے اگر روایات سنت کے موافق ہو تو فبہا، ورنہ ترجیح سنت (یعنی عملی تواتر) کو حاصل ہوگی، اور حدیث کی کوئی توجیہ کی جائے گی، اور توجیہ نہ ہو سکے تو مجبوراً اسے چھوڑنا پڑے گا۔

یہ فکر کتنی خطرناک ہے اس کا اندازہ اس بات سے لگائیں کہ جن اعمال کو نبی ﷺ نے ایک دوبار انجام دیا ہو، انھیں یہ کہہ کر ردی کی ٹوکری میں ڈال دیا جائے گا کہ یہ حدیث ہے، سنت نہیں۔

جب بھی کسی رائج بدعت پر نکیر کی جائے گی تو عملی تواتر کی بات کہہ کر اسے سنت ثابت کر دیا جائے گا۔

جب بھی کسی غلط طریقہ عبادت پر ٹوکا جائے گا اسے حدیث کہہ کر اور غلط عمل کو سنت کہہ کر رد کر دیا جائے گا۔حالانکہ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ خود فقہی مذاہب میں عبادات کے طریقوں میں اس قدر اختلاف ہے تو عملی تواتر کون سا ہے جو سنت اور حجت ہے؟

ایک نماز ہی کی مثال لے لیں کہ دنیا کے کتنے خطوں میں اس کے کتنے طریقے رائج ہیں۔آخر ان میں سے کون سا طریقہ سنت ہے جسے حدیث رسول پر فوقیت حاصل ہے؟ یہ دراصل انکار حدیث کی ہی ایک شکل ہے۔

3- حدیث کو صرف ایک تاریخی دستاویز قرار دینا:

راشد شاز، جاوید احمد غامدی اور سلیم جاوید وغیرہ نے انکار سنت کا یہی طریقہ اپنایا ہے۔یہ حجیت حدیث کا صریح انکار ہے۔

ایسے لوگوں سے سوال ہے کہ پھر وہ نماز، روزے، حج، زکات وغیرہ کی تفصیلات کہاں سے اخذ کرتے ہیں؟

اگر حدیث رسول کی حیثیت شرعی مصدر کی نہیں صرف تاریخی دستاویز کی ہے تو آخر کیونکر غزوہ تبوک کے موقع پر ان صحابہ کرام کو سزائیں دی گئیں جنھوں نے حکم رسول کی تعمیل میں کوتاہی کی تھی؟

کیا انھیں یہ سزا قرآن کی کسی صریح آیت کی مخالفت میں دی گئی تھی؟

کیا صحابہ کرام قرآن وحدیث کے مابین یہ تفریق کرتے تھے؟

بلکہ اللہ تعالی نے قرآن میں اسے منافقین کی صفات میں شمار کیا ہے جو قرآن وحدیث کے مابین تشریعی ناحیہ سے کوئی تفریق کرتے ہیں۔

﴿وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ تَعَالَوْا۟ إِلَىٰ مَآ أَنزَلَ ٱللَّهُ وَإِلَى ٱلرَّسُولِ رَأَيْتَ ٱلْمُنَـٰفِقِينَ يَصُدُّونَ عَنكَ صُدُودًا﴾ [النساء:٦١]

4- حدیث رسول کو قرآن سے متعارض دکھا کر انکار کا راستہ اختیار کرنا:

محدثین نے تحقیق احادیث کے جو قواعد بیان کئے ہیں ان میں یہ نہیں ہے کہ کوئی حدیث بظاہر قرآن کے مخالف نظر آئے تو اس کے ثبوت کا انکار کر دیا جائے۔کیونکہ اس اصول پر قرآن کا بھی انکار لازم آئے گا، کیونکہ اس کی بعض آیتیں بھی بعض آیتوں کے معارض نظر آئیں گی۔لیکن بعض مزعوم مفکرین نے صحیح ترین احادیث کے متعلق شکوک وشبہات کے بیج بونے کا یہی طریقہ اپنایا۔مثلا مولانا مودودی نے ابراہیم علیہ السلام کی کذبات ثلاثہ والی حدیث کو اس لئے غیر مقبول قرار دیا کیونکہ وہ قرآن کی آیت **"وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّهُ كَانَ صِدِّيقًا نَبِيًّا"** کے بظاہر متعارض تھی۔حالانکہ دو کذبات کا تذکرہ تو خود قرآن مجید

میں آیا ہوا ہے۔

پہلا : ﴿فَنَظَرَ نَظْرَةً فِي ٱلنُّجُومِ ۝٨٨ فَقَالَ إِنِّي سَقِيمٌ﴾ [الصافات:۸۸-۸۹]

اور دوسرا: ﴿قَالَ بَلْ فَعَلَهُۥ كَبِيرُهُمْ هَٰذَا فَسْـَٔلُوهُمْ إِن كَانُوا۟ يَنطِقُونَ﴾ [الانبیاء:۶۳]

5 - حدیث رسول کو باہم متعارض دکھا کر انکار کا راستہ اختیار کرنا:

یہی بات قرآن کے سلسلے میں بھی کہی جاسکتی ہے، وہاں بھی بعض آیتیں بظاہر متعارض معلوم ہوتی ہیں تو کیا اسی بنیاد پر قرآن کا بھی انکار کیا جائے گا؟ حالانکہ سچ یہ ہے کہ کتاب وسنت میں کہیں کوئی تعارض نہیں، یہ بس ہمارے فہم کا قصور ہے۔

علمانے اس موضوع پر مستقل کتابیں تصنیف کر کے ثابت کیا ہے کہ احادیث باہم متعارض نہیں، ان کے مابین جمع وتطبیق ممکن ہے۔

6- صحابہ کرام کی عدالت پر کلام کرنا:

جس کے نتیجے میں پوری ذخیرہ سنت ہی مشکوک ہوجاتی ہے، کیونکہ تمام احادیث انھیں کے طریق سے مروی ہیں:

صحابہ کرام کی عدالت پر کلام کرنا یہ روافض کا طریقہ رہا ہے۔ پوری امت میں روافض کے علاوہ اور کسی فرقے میں یہ ناپاک جراثیم نہیں پائے جاتے تھے، اہل سنت میں تو بالکل نہیں۔

جماعت اسلامی وہ گمراہ جماعت ہے جو اپنے آپ کو اہل سنت کی طرف منسوب کرتی ہے اور صحابہ کرام کے ناموس پر حملے بھی کرتی ہے۔ ظاہر ہے کہ جب صحابہ کرام کی عدالت ہی مجروح ہوگئی تو ان کے طریق سے سنت کا جو ذخیرہ منقول ہوگا وہ کیسے پایہ اعتبار کو پہنچ سکتا ہے۔

اس باطل فکر پر ایک مستقل مضمون میں میں نے بالتفصیل رد لکھا ہے جو کہ فری لانسر میں شائع شدہ ہے۔

7- تجربات کی بنیاد پر احادیث کا انکار کرنا:

مثلا یاجوج وماجوج اور دجال کے متعلق حدیث جساسہ کو یہ کہہ کر غیر معتبر قرار دینا کہ جدید سائنس نے کائنات کے چپے چپے کی دریافت کر لی ہے، اگر یاجوج ماجوج اور دجال کہیں موجود ہوتے تو ان کا پتہ لگ جاتا۔

حالانکہ سائنس داں خود یہ اعتراف کرتے ہیں کہ ہم نے سمندر کا صرف پانچ فیصد ہی اب تک انکشاف کر پایا ہے۔ یعنی باقی پچانوے فیصد میں کیا کچھ موجود ہے ہمیں اس کا علم ہی نہیں۔ اسی سے مولانا مودودی اور مولانا وحید الدین خان وغیرہ کے اس شبہے کی پول کھل جاتی ہے کہ یہ کتنا پھسپھسا اعتراض ہے۔

نیز یاجوج وماجوج کا ذکر فقط حدیث میں نہیں قرآن میں بھی سورہ کہف میں آیا ہوا ہے، تو کیا اسی بنیاد کی بنا پر قرآن کا بھی انکار کر دیا جائے گا؟

8- نئے اصول وقواعد وضع کر کے انکار سنت کا راستہ ہموار کرنا:

احناف کے یہاں ابھی حال ہی میں اس طرح کی بعض کوششیں ہوئی ہیں۔ عبد المجید الترکمانی نے ایک کتاب لکھی ہے "دراسات فی اصول الحدیث علی منہج الحنفیۃ" جس میں ان احادیث کو نئے قواعد وضع کر کے فقہ حنفی کے مطابق قبول یا رد کرنے کی کوشش کی گئی ہے جن کی وجہ سے زمانے سے احناف کو مطعون کیا جاتا تھا۔

9- علوم حدیث کا سہارا لے کر بعض ثابت شدہ احادیث کو ضعیف قرار دینا، تاکہ ان کا نام منکرین سنت میں نہ آجائے:

جیسے کہ قرضاوی وغیرہ نے عورتوں کی سیادت وقیادت والی

حدیث کوضعیف کہنے کی کوشش کی ہے۔

اخوانیوں نے صحیح مسلم کی اطاعت امیر والی حدیث کوضعیف قرار دینے کی کوشش کی ہے۔

محمود سعید ممدوح نے علامہ البانی کے رد میں اپنی کتابوں میں یہی طریقہ اپنایا ہے۔

10۔ عقل کی کسوٹی پر پورا نہ اترنے کی بنا پر صحیح احادیث کا انکار کردینا:

اس کی فہرست بڑی لمبی ہے۔معاصرین میں سرسید احمد خان اس میدان کے سرخیل شمار ہوتے ہیں۔ بے شمار ثوابت اور اصول ایمان کا انھوں نے صرف اس بنا پر انکار کردیا ہے کیونکہ وہ عقل کی کسوٹی پر پورا نہیں اترتے، گرچہ اس کی دلیلیں قرآن کی آیات اور صحیحین کی احادیث میں موجود ہوں۔مثلا: فرشتوں کا انکار، شفاعت کا انکار، پل صراط کا انکار، جنت وجہنم کا انکار، عذاب قبر کا انکار، امام مہدی کا انکار، معجزہ شق قمر کا انکار، بلکہ نبی ﷺ کے معجزات کا بالکلیہ انکار، وغیرہ۔

یہ وہ مسائل ہیں جن پر سلف صالحین کا اجماع ہے، اور جن کے انکار کی وجہ سے صرف صحیح احادیث کا ہی نہیں آیات قرآنی کا بھی انکار لازم آتا ہے۔اس لیے علمائے کرام فرماتے ہیں کہ جو منکر سنت ہوتا ہے وہ منکر قرآن بھی ہوتا ہے۔

مولانا وحید الدین خان کا دجال اور علامات قیامت کے متعلق بھی یہی نظریہ ہے، یعنی عقل کی کسوٹی پر پورا نہ اترنے کی وجہ سے اس کی من مانی تاویل کرنا جس سے صحیح احادیث کا انکار لازم آتا ہو۔

11۔ احادیث کی تصحیح کو محدثین کا محض اجتہاد اور زعم باور کرانا:

علامہ شبلی نعمانی نے انکار سنت کے اس طریقے کو اپنی کتابوں میں خوب ذکر کیا ہے۔چنانچہ فرماتے ہیں: ”جس طرح ایک فقیہ کسی مسئلہ کو قرآن یا حدیث سے استنباط کرکے اپنی دانست میں صحیح سمجھتا ہے اور اس کی صحت یقینی نہیں ہوتی کیوں کہ استنباط میں جن مقدمات سے اس نے کام لیا ہے، اکثر اس کے ظنیات ہیں۔ اسی طرح حدیث کا حال ہے، کسی حدیث کو صحیح کہنا محدث کے ظنیات واجتہادات پر مبنی ہے۔ایک محدث یا چند محدثین نے کسی حدیث کو اگر صحیح کہا ہے اور دوسرا شخص اس کی صحت نہیں تسلیم کرتا تو وہ صرف اس ”گناہ“ کا مجرم ہے کہ اس محدث یا محدثین کے اصولِ تحقیق، قواعدِ استنباط، طریقِ روایت، غرض ان کے اجتہادات اور مزعومات کا مخالف ہے“۔انتہی کلامہ۔

یہاں انھوں نے جس اصول کو مدنظر رکھتے ہوئے احادیث صحیحہ کے منکر کو محض محدثین کے اجتہادات ومزعومات کا منکر کہا ہے خود ان کے کلام میں اس کی تردید موجود ہے۔

ایک فقیہ جن مسائل کے متعلق قرآن یا حدیث سے استنباط کرکے اپنی دانست میں شرعی حکم لگاتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ صحیح ہے، اور یہ باطل، یہ جائز ہے، اور یہ ناجائز، یہ واجب ہے اور یہ حرام، تو وہ تمام مسائل یکساں نہیں ہوتے ۔ ان میں سے بعض مجمع علیہ ہوتے ہیں، اور بعض مختلف فیہ۔مختلف فیہ مسائل میں سے بھی بعض میں دلائل اتنے واضح ہوتے ہیں کہ متلاشی حق کے لئے درست نتیجے تک پہنچنا مشکل نہیں ہوتا۔ جبکہ بعض مسائل کے مابین ترجیح بہت مشکل ہوتی ہے۔

اب اگر کوئی یہ کہے کہ وضو نماز کی صحت کے لئے شرط نہیں ہے تو اس کی یہ بات ہر ایک کے نزدیک مردود ہوگی، کیونکہ یہ ایک ایسا مسئلہ ہے جس میں پوری امت کا اجماع ہے، آپ کو ان سے الگ رائے قائم کرنے کی اجازت ہی نہیں۔

اسی طرح بے شمار احادیث کا معاملہ ہے کہ وہ محدثین کے نزدیک بالاجماع صحیح ہیں جیسے کہ صحیحین کی روایات، ان کی قبولیت پر پوری امت کا اجماع ہے، یا بالاجماع باطل ہیں جیسے کہ بے شمار موضوع روایات جن کے باطل ہونے پر کوئی اختلاف نہیں۔ ان احادیث میں آپ کو کوئی الگ رائے قائم کرنے کی اجازت ہی نہیں جس طرح کہ مجمع علیہ فقہی مسائل میں اجازت نہیں۔

رہیں وہ بعض احادیث جن کے مابین محدثین کے نزدیک اختلاف ہے تو وہ بھی فقہی مسائل کی طرح دو طرح کے ہیں، بعض میں دلائل کی بنیاد پر ترجیح واضح اور بین ہے، متلاشی حق کے لئے صحیح نتیجے تک پہنچنا کوئی مشکل کام نہیں۔ جب کہ بعض احادیث کے درمیان ترجیح بہت مشکل ہے۔

محدثین کرام نے شرعی نصوص کو سامنے رکھتے ہوئے ان کے استقرا کے بعد یہ قواعد وضوابط وضع کئے ہیں۔ خواہشات نفس کی پیروی کرتے ہوئے یہ قواعد وضع نہیں کئے گئے کہ ہر کوئی اسے قبول یا رد کرنے میں آزاد ہو، اگر کوئی ان سے اختلاف کرنا چاہے تو ان کے اصول پر چلتے ہوئے ہی اسے اختلاف کا حق حاصل ہوگا۔ اور خود اسے اس فن میں وہ مقام حاصل کرنا ہوگا جس کے بعد اسے اس میں کلام کی اجازت ہو۔

اس لئے یہ ممکن ہی نہیں کہ جو حدیث تمام محدثین کے نزدیک بالاجماع صحیح ہو آج کوئی ایسا اصول وضع کرے جس سے اسے ضعیف ثابت کیا جا سکے، یا اس کے برعکس جو ان کے نزدیک بالاجماع باطل ہو آج کوئی کسی نئے اصول کے تحت اسے صحیح ثابت کر سکے۔

اس لئے یہاں "اجتہادات ومزعومات" سے اختلاف کا معاملہ بالکل نہیں ہے، بلکہ قطعی حقائق کے انکار کا معاملہ ہے، وہ بھی بلا معتبر دلیل۔

12۔ قیاس کے مخالف ہونے کی بنا پر احادیث کو قابل حجت نہ ماننا:

مقلدین احناف کے یہاں یہ بیماری بہت پائی جاتی ہے۔ دراصل یہ باطل فکر قدیم زمانے سے موجود ہے۔ زمانہ قدیم میں معتزلہ نے ایک ایسی بدعت کی ایجاد کی تھی جو ان سے پہلے امت کے اندر موجود نہ تھی۔ وہ ہے قیاس کے مخالف ہونے کی صورت میں بعض صحابہ کرام کی روایتوں کو یہ کہہ کر رد کر دینا کہ وہ فقیہ نہیں تھے۔ قاضی عیسی بن ابان المعتزلی اس کے علمبردار تھے۔ انکار سنت کی یہ شکل آج بھی موجود ہے۔ متاخرین احناف کے یہاں یہ فاسد اصول خوب رواج پایا اور حدیث مصراۃ وحدیث عرایا وغیرہ کو بے دردی کے ساتھ اس اصول کی بھینٹ چڑھا دیا گیا۔

13۔ اپنی طرف سے حدیث گھڑ کر نبی ﷺ کی طرف منسوب کر دینا:

یہ گرچہ انکار سنت نہیں لیکن سنت کے اندر دخل اندازی ضرور ہے۔ اور جس طرح انکار سنت فتنہ ہے اسی طرح دخل اندازی بھی فتنہ ہے۔

اس ناپاک عمل کے مختلف اسباب میں سے ایک اہم سبب کسی تقلیدی مذہب کی نصرت وتائید ہے۔

تقلید کا مرض اتنا خطرناک ہے کہ ایک مقلد سے جو کچھ کرا لے کم ہے۔ تقلیدی بیڑیوں میں گرفتار بہت سے اہل علم نصوص کتاب وسنت کے ساتھ چھیڑ چھاڑ اور تحریف وتبدیل کرنے تک سے باز نہ آئے۔

انھیں میں سے ایک مثال شیخ حبیب الرحمن اعظمی کی تحقیق سے چھپی مسند حمیدی میں موجود عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی نماز میں رفع یدین والی حدیث ہے۔ یہ کتاب اس سے پہلے دار الکتب الظاہریہ سے چھپ چکی ہے۔ اس میں اس کے الفاظ اس طرح ہیں: "رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا افتتح الصلاة رفع يديه حذو منكبيه، وإذا أراد أن يركع، وبعد ما يرفع رأسه من الركوع، ولا يرفع بين السجدتين"۔ یہی حدیث حبیب الرحمن اعظمی کی تحقیق سے مطبوع نسخے میں اس طرح ہے: "رأيت رسول الله صلى الله عليه و سلم إذا افتتح الصلاة رفع يديه حذو منكبيه وإذا أراد أن يركع وبعد ما يرفع رأسه من الركوع فلا يرفع ولا بين السجدتين"۔ اس پر انھوں نے لمبا نوٹ بھی چڑھایا ہے اور کہا ہے کہ کسی محدث نے اس روایت کے متعلق کوئی تعرض نہیں کیا ہے۔ دراصل بات یہ ہے کہ یہ الفاظ ابن عمر رضی اللہ عنہ کے ہیں ہی نہیں، یہ محض تحریف کا نتیجہ ہے۔ شیخ صلاح الدین مقبول حفظہ اللہ نے زوابع فی وجہ السنہ میں متعدد دلائل سے اس کا محرَّف ہونا ثابت کیا ہے۔

مقلدین کے یہاں انکار سنت اور حدیث رسول کے ساتھ کھلواڑ کا ایک طریقہ یہ پایا جاتا ہے کہ ایک ہی حدیث کا بعض ٹکڑا اگر ان کے مذہب کی موافقت کر رہا ہے تو اسے قابل حجت مانتے ہیں، اور اسی کے دوسرے ٹکڑے سے ان کے مذہب کی مخالفت ہو رہی ہو تو اسے قابل حجت نہیں مانتے۔

14۔ افادۂ ظنیت کی آڑ لے کر سنت کا انکار کرنا:

تقریباً تمام منکرین سنت میں مشترک طور پر یہ بیماری موجود رہی ہے۔ شاید ہی کہ کوئی منکر سنت ہو جس نے انکار سنت کا یہ راستہ نہ اپنایا ہو۔

اسی وجہ سے اس فکر کی تردید میں علما نے کافی کچھ لکھا ہے۔

انکار سنت کی چند موجودہ شکلوں کے بیان کے بعد مناسب معلوم ہوتا ہے کہ معاصرین میں انکار سنت کے بعض علمبرداروں کا مختصر اذکر دیا جائے:

معاصرین میں جن حضرات نے انکار سنت کا علم بلند کیا ہے ان میں عالم عرب میں سے چند مشہور نام یہ ہیں:

محمد عبدہ: یہ عقیدے کے باب میں خبر واحد کی حجیت کے منکر ہیں۔ اسلام کے دفاع کے لیے کتاب وسنت کو نہیں بلکہ عقل ومنطق کو سب سے بہترین ہتھیار قرار دیتے ہیں۔

ڈاکٹر احمد امین: "فجر الاسلام"، "ضحیٰ الاسلام"، اور "ظہر الاسلام" نامی لٹریچرس کے مصنف۔ علم وتحقیق کے نام پر مستشرقین کے شبہات کو ان کا نام لیے بغیر اپنی طرف سے پیش کر کے سنت پر رسول پر یلغار کرتے ہیں، اور خصوصاً صحیح بخاری کو اپنی تنقید کا نشانہ بناتے ہیں۔

اسماعیل ادہم: مستشرقین سے متاثر ہیں، آزادئ رائے کے نام پر احمد امین وغیرہ کی طرح سنت پر بالعموم اور صحیحین پر بالخصوص شکوک وشبہات کی بیج بوتے ہیں۔

حسین احمد امین: انکار سنت میں اپنے باپ احمد امین سے بھی دو قدم آگے۔ نماز کی فرضیت، حجاب، اور چور کا ہاتھ کاٹنے جیسے متعدد اجماعی مسائل کے منکر ہیں۔

محمود ابوریہ: یہ بندہ نہایت ہی خبیث قسم کا منکرِ حدیث ہے۔ صحابہ کرام پر بالعموم اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ پر بالخصوص سب وشتم کرتا ہے۔ اس نے اپنی دوز ہر آلود کتابوں میں صحابہ کرام اور

سنت رسول پر طعن وتشنیع کی تمام حدیں پار کردیں، جن کے نام ہیں: "شیخ المضیرۃ أبو ہریرۃ" اور "أضواء علی السنۃ المحمدیۃ"۔ اس خبیث کو معتزلہ، شیعہ، اور مستشرقین کی خباثتوں کا معجون مرکب کہا جا سکتا ہے۔ اسی وجہ سے ان فرقوں کی جانب سے اس کی خوب آو بھگت ہوئی، اور انھوں نے ان کتب کے بے شمار نسخے چھپوا کر تقسیم کیے۔

سید صالح ابو بکر: "الأضواء القرآنية في اكتساح الأحاديث الإسرائيلية وتطهير البخاري منها" نامی ایک کتاب تصنیف کی اور اس میں یہ دعوی کیا کہ صحیح بخاری میں سو ایسی احادیث ہیں جو یہود کی طرف سے وضع کردہ ہیں۔ اس کا سب سے اہم مرجع ابوریہ کی کتاب "أضواء على السنة المحمدية" ہے۔

احمد ذکی ابوشادی: یہ عقل کو بنیاد بنا کر سنتِ رسول کا انکار کرتے ہیں۔

محمد غزالی: یہ کئی کتابوں کے مصنف ہیں، جن میں سے فقہ السیرہ، ہموم داعیہ، قذائف الحق اور السنۃ النبویہ بین اہل الفقہ واہل الحدیث ان کی مشہور کتابیں ہیں۔ ان تمام کتب میں انھوں نے استخفافِ سنت کا راستہ اپنایا، اور دعوتی میدان میں مصلحت اور سیاست کے نام پر بہت ساری احادیث پر انگشت نمائی کی۔ احادیث کی ردوقبولیت کا معیار اپنے فہم دین کو قرار دیا۔ اور برملا یہ اظہار کیا کہ حدیثِ ذُباب کے سلسلے میں علمائے حشرات اگر حدیث کی موافقت کریں تو وہ قابل قبول ہے ورنہ نہیں۔ عورت اور مرد کی گواہی میں فرق کا مذاق اڑایا۔ عقیدے کے باب میں اخبار آحاد کی حجیت کا انکار کیا۔

سعید الحوی: حدیث رسول میں رخنہ اندازی کا ایک طریقہ انھوں نے یہ نکالا ہے کہ ضعیف وموضوع روایات کو بھی یہ احتمال پیدا کرکے صحیح کہنے کی کوشش کرتے ہیں کہ بہت ساری کتابیں بغداد واندلس کے حوادث میں ضائع ہوگئی ہیں، اگر وہ کتابیں موجود ہوتیں تو ہوسکتا ہے ان میں ایسی اسانید ہوتیں جن کی بنا پر ان احادیث کا حکم دوسرا ہوتا۔ چنانچہ اسی کو بنیاد بنا کر یہ کسی ایک مذہب کی تقلید کو ہر شخص پر واجب قرار دیتے ہیں، اور یہ تصور دینے کی کوشش کرتے ہیں کہ تقلیدی مذاہب کی تمام ادلہ صحیح ہیں۔

واضح رہے کہ سعید الحوی کا یہ کوئی نیا شبہہ نہیں ہے، اور زمانۂ قدیم سے علمانے اس کا مدلل جواب دیا ہے۔

جہاں تک برصغیر ہندوپاک کے منکرین سنت یا متشککین کی بات ہے تو ان کی فہرست کافی طویل ہے۔ جن میں سے بعض نام یہ ہیں: مرزا غلام احمد قادیانی، سرسید احمد خان، چراغ علی، عبداللہ چکڑالوی، محب الحق عظیم آبادی، نذیر احمد دہلوی، احمد دین امرتسری، عنایت اللہ مشرقی، قاضی محمد شفیع، اسلم جیراجپوری، غلام احمد پرویز، شبلی نعمانی، علامہ اقبال، حمید الدین فراہی، امین احسن اصلاحی، ابوالاعلی مودودی، قاری حنیف ڈار، راشد شاز، اور جاوید احمد غامدی، وغیرہ۔

وہیں بعض جمعیات اور ادارے مستقل طور پر اسی ناپاک کام میں سرگرم ہیں، ان کا مشغلہ ہی عوام کے ذہن میں حدیث رسول کی ہیبت اور حجیت کو تارتار کرنا ہے۔ مثلا: جمعیت اہل القرآن (مشہور منکر حدیث غلام احمد پرویز اس کا بانی ہے)، اہل الذکر والقرآن گروپ، امت مسلمہ گروپ، تحریک تعمیر انسانیت، اور طلوع اسلام۔

برصغیر کے منکرین سنت کا تذکرہ کیا جائے اور مولانا مودودی

کا نام نہ لیا جائے تو ناانصافی ہوگی۔

مولانا مودودی کو گرچہ صریح منکر سنت نہ کہا جائے لیکن ان کا شمار متشککین میں ضرور ہوتا ہے، انھوں نے صراحت کے ساتھ تو سنت کا انکار نہیں کیا ہے لیکن منکرین سنت کے لیے راستہ ضرور ہموار کیا۔ اس باب میں ان کے انحراف کی بنیادی وجہ اس فن سے کما حقہ متعارف نہ ہونے کے باوجود بیجا دخل اندازی ہے۔ انھوں نے علی الاعلان صراحت کے ساتھ تو انکار سنت کا راستہ نہیں اپنایا لیکن اپنے مختلف مقالات وکتب (خصوصا تفہیمات میں "مسلک اعتدال" کے نام سے موجود مقالے) میں سنت رسول اور محدثین کے جہود کے متعلق ایسے ایسے اشکالات اور اعتراضات کیے جو درحقیقت منکرین سنت کے اعتراضات ہیں۔ بغیر کسی اصول وضابطے کی پابندی کے ان کے منہج پر تنقیدیں کرتے رہے، ذوق وعقل کو ہی احادیث کی رد وقبولیت کا معیار بنایا۔ ان پر درایت کو نظر انداز کرکے روایت پر پورا اعتماد کرنے کی الزام تراشی کی۔ اپنے ذوق وعقل کے خلاف ہونے کی وجہ سے صحیحین کی بعض احادیث (مثلاً: ابراہیم علیہ السلام کی کذبات ثلاثہ والی حدیث، سلیمان علیہ السلام کی ایک ہی رات نوے بیویوں سے مجامعت والی حدیث، اور دجال کے مقید ہونے کے متعلق خبر دینے والی حدیث۔ جو حدیث جَسَّاسَہ کے نام سے مشہور ہے۔) کے متعلق تشکیک کا راستہ اپنایا جو بعد میں منکرین سنت کے لیے نظیر بنا۔ خبر واحد کی ظنیت کا راگ الاپتے رہے اور پورے ذخیرۂ سنت کو ہی ایک طرح سے مشکوک کر ڈالا۔ الغرض منکرین سنت کے لیے چور دروازہ فراہم کرنے اور شک وشبہے کا بیج بونے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ یہی وجہ ہے کہ ان حلقوں میں ان کی خوب پذیرائی ہوئی اور غلام احمد پرویز وغیرہ نے اس پر خوشی کا اظہار کیا، بلکہ یہاں تک دعوی کیا کہ انکار حدیث کے باب میں ہمارا اور مولانا مودودی کا عقیدہ ایک ہی ہے۔ بلاشبہ ان کا یہ دعوی جھوٹا ہے، لیکن انھیں یہ کہنے کی ہمت اسی لیے ہوئی کیونکہ محدثین کی کاوشوں کا مولانا مودودی کے نزدیک کیا مقام ہے وہ اسے اچھی طرح دیکھ چکے تھے۔

مولانا مودودی کے بعد امین احسن اصلاحی کا نام لینا مناسب ہوگا۔ ایک زمانے میں جماعت اسلامی میں مولانا مودودی کے بعد انھی کا دوسرا مقام تھا، پھر بعد میں جماعت سے الگ ہو گئے۔ انھوں نے بھی حدیث کی رد وقبولیت کا معیار محدثین کے وضع کردہ اصول نہیں بلکہ عقل اور ذوق کو قرار دیا، اور اپنے زعم کے مطابق عقل اور ذوق کے مخالف ہونے کی وجہ سے ابراہیم علیہ السلام کی کذبات ثلاثہ والی حدیث، قصہ غرانیق والی حدیث، اور موسی علیہ السلام کا ملک الموت کو تھپڑ مارنے والی حدیث کا انکار کیا۔

آخر میں بطور تنبیہ ایک چیز ذکر کرنا چاہوں گا، وہ یہ کہ حدیث رسول کے متعلق ایک نیا فتنہ جو بہت زور وشور سے سر اٹھا رہا ہے وہ ہے "بردرس کا اس میدان میں کودنا"۔ چنانچہ آج بہت سارے بردرس ایسے ہیں جو سوشل میڈیا میں احادیث کی تحقیق وتخریج میں سرگرم ہیں، اور علم کی کمی کی وجہ سے ایسی تحقیقات پیش کرتے ہیں جو اہل علم کے مابین کافی مضحکہ خیز ہوتی ہیں۔ حقیقت میں یہ اس مبارک علم اور فن کے ساتھ کھلواڑ کر رہے ہیں، جن میں سے بعض کا میں نے اپنے فیس بک پیج سے پوسٹ مارٹم کیا ہے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالی ہمیں اس فتنے سے محفوظ رکھے، نیز اس کا قلع قمع کرنے کی بھی توفیق عطا فرمائے۔



Special Issue "AL-JAMAAH" Mumbai
September-October 2024

صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی اپنے مقصد وجود اور مشن کی تکمیل میں بحمد للہ بساط بھر سرگرم عمل ہے اور خالص اسلام (کتاب وسنت) کی نشر واشاعت، دعوت الی اللہ، اصلاح نفوس، اصلاح ذات البین اور تعلیم وتربیت سے متعلق سرگرمیوں میں اپنا کردار نبھانے کی بھرپور سعی کررہی ہے۔ ذیل میں اس کی سرگرمیوں کا ایک خاکہ پیش کیا جارہا ہے۔

- تربیتی اجتماعات کا انعقاد۔
- علماء وائمہ کے لئے سالانہ دورۂ تدریبیہ
- انفرادی ملاقاتیں اور دعوتی دورے۔
- ہینڈ بل، اشتہارات اور کتابوں کی اشاعت۔
- مجلہ الجماعہ کی اشاعت۔
- کتابوں کی مفت تقسیم۔
- مکاتب کا ماہانہ تعاون۔
- ضرورت مند افراد کا تعاون۔
- جلسے اور کانفرنسیں۔
- نزاعات کے تصفیہ کے سلسلے میں تگ ودو۔
- مصائب وحادثات سے دوچار پریشان حال لوگوں کا تعاون اور آسمانی وزمینی آفات پر بھرپور مدد۔

دینی وجماعتی شعور رکھنے والے تمام غیرت مند افراد سے دردمندانہ اپیل ہے کہ وہ مذکورہ مشن کی تکمیل میں جمعیت کا بھرپور تعاون فرمائیں۔ جزاھم اللہ خیراً

A1 Grafix Studio : +91-9819189965

SUBAI JAMIAT AHLE HADEES, MUMBAI
14/15, Chuna Wala Compound, Opp. Best Bus Depot, L.B.S. Marg, Kurla (W), Mumbai - 400 070
9892255244 9892555244 ahlehadeesmumbai@gmail.com @JamiatSubai
subaijamiatahlehadeesmum SubaiJamiatAhleHadeesMumbai
www.ahlehadeesmumbai.com majallahaljamaah@gmail.com